تقریر

عہد لجنہ اماءاللہ اور ہماری ذمہ داریاں

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ
اہل شیطاں نہ بنو اہل خدا ہو جاؤ
امر معروف کو تعویذ بناؤ جاں کا
بے کسوں کے لئے تم عقدہ کشا ہو جاؤ

معزز سامعات! میری تقریر کا موضوع ہے **عہد لجنہ اماءاللہ اور ہماری ذمہ داریاں**

میری بہنو! ہم لجنہ اماءاللہ کے ہر پروگرام سے قبل ہم عہد نامہ دہراتے ہیں جو ایک طرح سے ہمارے باقی کاموں کی وضاحت کرتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ہم اپنا عہد نامہ دہراتے ہیں وہ الفاظ ہم میں سے بیشتر کو ازبر ہیں لیکن کیا ہم اس کے معنی و مطالب پر غور و فکر کر کے ان کے مفہوم سے بخوبی آگاہی حاصل کر رہے ہیں۔ ایک ایک لفظ اپنے اندر ایک وسیع مضمون رکھتا ہے جسے سمجھنا اس پر غور و فکر کرنا ازحد ضروری ہے کیونکہ جب تک اس کے مطالب و مفہوم سے آشنائی نہ ہو گی تو عمل کیونکر ہو گا۔

یہ ایک عہد، ایک وعدہ ہے وہی وعدہ جو ایفا کرنا ہوتا ہے۔ وہی عہد جس کا سوال ہو گا۔ جس کے بارے خدا تعالیٰ مومنین کی نشانی بتاتے ہوئے کتاب رحمان میں فرماتا ہے کہ
وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوْا
اور جب وہ کوئی وعدہ کریں تو اسے پورا کرتے ہیں۔

معزز سامعات! سب سے پہلے ہم تین بار کلمہ شہادت دہراتے ہیں، وہی کلمہ جو ایک کافر کو، ایک مشرک کو، ایک بدکار کو، ایک لادین کو اسلام جیسے سلامتی والے مذہب کا پیروکار بنادیتا ہے اسے مشرک سے مومن اور کافر سے مسلمان کے درجے پر فائز کر دیتا ہے۔
وہی کلمہ جس میں ہم خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتے اور اس کے نبی کو انسان کامل اور مکمل شریعت والا نبی تسلیم کر کے یہ وعدہ کر رہے ہوتے ہیں کہ چاہے ہماری گردنیں بھی اڑا دو ہم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ نہیں توڑیں گے۔ اسی شجر طیبہ سے وابستہ ہیں اور تادم مرگ رہیں گے۔ ان شاء اللہ
پھر ہم اپنی زبان میں یہ اقرار بھی کرتیں ہیں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہوں گی۔ مذہب کی خاطر قربانی یعنی ہر امربالمعروف اور نھی عن المنکر پر عمل پیرا ہونا۔ خدا کی بات پوری کرنے کے لیے اپنے ذاتی خواہش کو، اپنے ہر طرح کے نفسانی جذبات کو دبانا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لیے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

ہر احمدی عورت اس بات کا عہد لیتی ہے کہ وہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر ہر طرح کی قربانی کے لیے ہر دم تیار رہے گی اب وہ قربانی کس کس چیز کی ہے سب سے پہلے جان کی۔
بقول شاعر

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پیاری ممبرات! جان کی قربانی دینا ہرگز آسان نہیں اور یہ مقام ہر کسی کو نصیب بھی نہیں ہوتا کہ اپنے مذہب کی خاطر اپنے خالق حقیقی کی رضا کو پانے کے لیے اپنی جان بھی جو اسی کی عطا ہے اسی کی راہ میں قربان کر دے۔ لیکن ہماری لجنہ اس عہد کو بھی نبھاتی رہی ہیں۔ دین کی سرخروئی اور اسے چار چاند لگانے کے لیے انہوں نے اپنے لہو کے نذرانے پیش کیے۔ جان کی قربانی سے مراد یہ بھی ہے کہ اپنے نفس کی بھی پروانہ کی جائے جو کام عام حالات میں کرنے کا سوچ بھی نہ سکتے ہو لیکن جماعت کی خاطر وہ بھی کر گزریں جیسے بہت سی خواتین جن کے گھروں میں کام کرنے کے لیے ہر وقت ملازمائیں موجود ہوتی ہیں لیکن جماعت میں وہ واش روم صاف کرنے کی ڈیوٹی دینے سے بھی انکار نہیں کرتیں۔ محترمہ مجیدہ شاہنواز مرحومہ اس کی ایک اعلیٰ مثال تھیں جن کی وفات کے بعد حضور انور نے خاص طور پر ان کا ذکر فرمایا تھا کہ کہہ کر صفائی کی ڈیوٹی لگواتیں تھیں۔ تبلیغ کے لیے جماعتی دورہ جات کے لیے تکالیف اٹھا کر سفر اختیار کرنا اور اپنی جان کے آرام کی چنداں پروانہ کرنا۔ جماعتی جلسہ جات، اجتماعات اور دیگر پروگراموں کے دن رات کا فرق مٹا دینا، ان تھک محنت کرنا بھی ایک طرح سے جان کی قربانی ہے۔ پھر مال کا نمبر آتا ہے مال ہر انسان کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ روپیہ پیسہ آپ کو آسائشیں دیتا ہے سہولیات بہم پہنچاتا ہے، آرام دیتا ہے، سکون مہیا کرتا ہے۔ لیکن جب خدا کا قرب حاصل کرنا ہو تو اسی پیسے کی قربانی بھی کرنا پڑتی ہے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

لجنہ اماء اللہ کا مقام مالی قربانی میں بھی نمایاں رہا ہے۔ چاہے وہ لجنہ کی سب سے پہلی ممبر حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہشتی مقبرے کی زمین خریدنے میں معاونت کا ذکر ہو یا لنگر خانے کے انتظام چلانے کا حضرت ام ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے کڑے جو الفضل کے تناور شجر طیبہ کے لیے بطور کھاد استعمال ہوئے۔ پھر مساجد کی تعمیر ہو یا کوئی اور مالی تحریک جماعت احمدیہ کی لجنہ ہر میدان میں اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑتی رہیں اور آج تک اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہی ہیں کہ ان کے لیے مال کی اہمیت دین سے بڑھ کر ہرگز نہیں۔ الحمد للہ۔

پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ۔
یعنی تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔

وقت کی قربانی دراصل کیا ہے وقت کی قربانی یہ ہے کہ اپنے وقت کو دین کی خدمت کے لیے صرف کیا جایا۔ ایک گھنٹہ ہم بہنیں کوئی فضول پروگرام دیکھ کر بھی ضائع کر سکتیں ہیں اور وہی ایک گھنٹہ ہم درس قرآن یا اپنی تعلیمی اور تربیتی کلاسز میں شمولیت اختیار کر کے بھی خدا کی رضا کی مورد بن سکتی ہیں۔ جماعتی ہر پروگرام پر جانا دراصل وقت ہی کی قربانی ہے۔ اپنے بچوں کو مساجد لے کر جانا، عہدے داران کا جماعت کو وقت دینا جس وقت وہ آرام کر سکتیں تھیں جس وقت وہ تفریح کا کوئی اور سامان کر سکتی تھیں۔ لیکن اپنی دنیاوی لذات کو چھوڑ کر وہ وقت خدا کی راہ میں دے دینا یہ احمدی عورت کا ہی طرہ امتیاز ہے۔

عزیز ممبرات! وقت کی قربانی کے بعد جو قربانی ہم سے دینے کو کہا جاتا ہے وہ ہے اولاد کی قربانی۔ کسی ماں کے لیے اس کی اولاد سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی عزیز شئے نہیں ہوتی۔ اولاد کی خاطر کونسی قربانی ہے جو ایک عورت، ایک ماں نہیں دیتی خود جلتے انگاروں پر کھڑی ہو جاتی ہے لیکن اولاد پہ آنچ تک نہیں آنے دیتی۔ ہر گرم سرد سے اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اس کے آرام و سکون کے لیے اپنا آرام و سکون قربان کر دیتی ہے۔ لیکن اسی عورت سے جب اولاد کی قربانی مانگی جاتی ہے تو وہ خدا کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے اپنے شیر جوان بیٹے کو جزاک اللہ کہہ کر رخصت کرتی ہے۔ کتنے ہی شہداء کی مائیں صبر و حوصلہ کا ایک کوہ گراں بنی دوسرے کمزور دل افراد کو تسلیاں دے رہی ہوتی ہیں۔ پھر کونسی ایسی عورت ہو گی جو پیدائش سے بھی قبل اپنی اولاد کو ہمیشہ کے لیے خدمت اسلام کے لیے وقف کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے یہ صرف اور صرف لجنہ اماء اللہ کا ہی جگرا ہے کہ اپنے جگر کے ٹکڑے پیش کر دیتی ہے اور عاجزی سے یہ کہتی ہیں کہ

اِیں سَعَادَت بِزُورِ بَازُو نِیسْت

اطفال و ناصرات کے اجتماعات کے مواقع پر فاستبقوا الخیرات کا عملی مظاہرہ کرتے بڑھ چڑھ کر بچوں کو تیاری کرواتیں کہ وہ اس نیکی کے میدان میں سب سے آگے نکل جائیں۔ غرض کہ ہر قربانی دینے کو ہر وقت تیار رہنے والی لجنہ اماء اللہ کو ان کی ذمہ داری بتاتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"نئی نسل کی تربیت کی ذمے داری ماؤں پر ہوتی ہے۔ بلکہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی یہ ذمے داری شروع ہو جاتی ہے کیونکہ جب بچے کی پیدائش کی امید ہو۔ مائیں اگر اس وقت سے ہی دعائیں شروع کر دیں اور ایک تڑپ کے ساتھ دعائیں شروع کر دیں تو پھر وہ دعائیں اس بچے کی تمام زندگی تک جوانی سے لے کر بڑھاپے تک اس کا ساتھ دیتی ہیں"

(خطاب جلسہ سالانہ ہالینڈ 2004ء)

پیاری بہنو! پھر اگلا مرحلہ سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد ہے۔ سچائی وہ بیج ہے جس سے نیکیوں کا درخت اگتا اور پھلتا پھولتا ہے اور جھوٹ وہ زہر ہے جو اس پھل کو پنپنے سے روکتا ہے اس لیے سچائی کو قائم کرنا کسی بھی گھر کے معاشرے کے لیے از حد ضروری ہے۔ سچائی پر عمل کرنا اس کو رواج دینا اور جھوٹ جو کہ شرک خفی کی ایک قسم ہے اس سے اجتناب کرنا ہی ایک مومنہ عورت کی شان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 19۔ اکتوبر 2003ء کو لجنہ و ناصرات یو کے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر فرمایا:

"سچ ایک ایسی بنیادی چیز ہے کہ اگر یہ پیدا ہو جائے تو تقریباً تمام بڑی بڑی برائیاں ختم ہو جاتی ہیں اور نیکیاں ادا کرنے کی توفیق ملنا شروع ہو جاتی ہے...... جب کسی موقع پر آپ سچ بول رہی ہوں گی اور سچ کا پرچار کر رہی ہوں گی تو پھر اس میں کس قدر برکتیں ہوں گی بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ذاتی گھریلو رنجشیں، عہدہ داروں کے خلاف جھوٹی شکایتوں کی وجہ بن رہی ہوتی ہیں اور جب تحقیق کرو تو پتہ لگتا ہے کہ اصل معاملہ تو دیورانی جٹھانی کا یا نند بھابھی کا یا ساس بہو کا ہے نہ کہ جماعتی مسئلہ ہے اس لئے ہمیشہ سچ کو مقدم رکھیں سچ کو سب چیزوں سے زیادہ آپ کی نظر میں اہمیت ہونی چاہیے۔ سچی گواہی دیں۔ اپنے بچوں کو سچ بولنا سکھائیں۔ یہاں پر پھر میں وہی بات کہوں گا کہ بچوں کو سکولوں میں سچ بولنے کی اہمیت بہت زیادہ ہے اس معاشرہ میں اور اس کی تعلیم بھی دی جاتی ہے سکولوں میں بتایا جاتا ہے کہ سچ بولنا ہے۔ تو جب بچہ گھر آتا ہے تو ایسی مائیں یا باپ جن کو نہ صرف سچ بولنے کی آپ عادت نہیں ہوتی بلکہ بچوں کو بھی بعض دفعہ ارادۃً یا غیر ارادی طور پر جھوٹ سکھا دیتے ہیں۔ مثلاً اسی طرح کہ گھر میں آرام کر رہے ہیں۔ کوئی عہدہ دار سیکرٹری مال یا صدر یا کوئی مرد آیا یا کوئی عورت لجنہ کی آگئی تو کسی کام کے لئے۔ تو بچے کو کہہ دیا کہ چلو کہہ دو جاکے کہ گھر میں نہیں ہے۔

یہ تو ایک مثال ہے۔ اس طرح کی اور بہت ساری چھوٹی چھوٹی مثالیں ہیں۔ چاہے یہ بہت تھوڑی ہی تعداد میں ہوں مگر ہمیں یہ بہت تھوڑی تعداد بھی برداشت نہیں جو سچ پر قائم نہ ہو۔ کیونکہ اس تھوڑی تعداد کے بچے اپنے گھر سے غلط بات سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ خود مذہب سے دور جا رہے ہوتے ہیں کہ سکول میں تو ہم کو سچ بولنا سکھایا جا رہا ہے اور گھر میں جہاں ہمارے ماں باپ ہمیں کہتے ہیں کہ مذہب اصل چیز ہے۔ نمازیں پڑھنی چاہئیں۔ نیک کام کرنے چاہئیں اور اپنا عمل یہ ہے کہ ایک چھوٹی سے بات پر، کسی کو نہ ملنے کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں"

(الفضل 8 مارچ 2004ء)

میری بہنو! عہد کے آخر میں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔ خلافت احمدیہ ایک ایسی نعمت ہے جس سے جماعت احمدیہ کے علاوہ باقی دنیا لاعلم ہے وہ اس نعمت کا مزا چکھ ہی نہیں سکتی جو نعمتِ عُظمیٰ خدا تعالیٰ نے احمدیوں کو عطا کی ہے اسی خلافت حقہ کی بدولت ہی تو لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہی خلافت ہے جس نے مرد و زن کا تعلق اس کے خالق حقیقی سے جوڑ دیا ہے۔ یہی وہ کلیم اللہ ہے جو کوہ طور پر اُس ستار و غفار خدا سے گفتگو کے راز بتلاتی ہے۔ یہی وہ حبل اللہ ہے جو تفرقے سے بچاتی ہے۔ یہی وہ شجر طیبہ ہے جس پر رضائے الٰہی کے پھل لگتے ہیں۔ یہی وہ ابر رحمت ہے جو صحراؤں پہ ٹوٹ کر برستی ہے۔ یہی وہ زجاجۃ النور ہے جو ظلمات کو دور کرتی ہے اور دنیا کو نور حقیقی سے منور کر رہی ہے۔

معزز سامعات! اس خلافت کی حفاظت کرنا، اس کے لیے قربانی کرنا کیوں ضروری ہے۔ مندرجہ بالا باتوں سے اس بات کا اندازہ تو ہو گیا ہے کہ خلافت کے قیام کی کوشش کیوں کرنی ہے۔ خلافت سے ہی ہماری بقا ہے خلافت کی ترقی سے ہی ہماری کامیابی ہے۔

خدا کا ہاتھ پنہاں ہے خلافت کے ارادوں میں
مرادیں حق کی شامل ہیں خلافت کی مرادوں میں
خلافت ہے دلیل ایمان کی اور نیکو کاری کی
خلافت ہے دلیل امت پہ لطف و فضلِ باری کی

ایک موقع پہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمدی مستورات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
"مردوں کے مقابلہ میں عورتوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے... میں سمجھتا ہوں کہ جو روح ہماری عورتوں نے دکھائی ہے اگر وہی روح ہمارے مردوں کے اندر کام کرنے لگ جائے تو ہمارا غلبہ سو سال پہلے آجائے۔ اگر مردوں میں بھی وہی دیوانگی اور وہی جنون پیدا ہو جائے جس کا عورتوں نے اس موقع پر مظاہرہ کیا ہے۔ تو ہماری فتح کا دن بہت قریب آجائے۔"
(الازھار لذوات الخمار 410-411)

معزز سامعات! غرض کہ یہ عہد بظاہر چند مختصر سے فقرات پہ مبنی ہے لیکن حقیقت میں ایک عمیق سمندر ہے جس کی گہرائی میں سوچ کے تیر اک اُتریں تو علم و معرفت کے بے شمار صدف بکھرے ہوئے ملیں گے۔ بے شک سو سال میں اس عہد کے مطابق بہت سی خواتین نے اپنی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ بسر کیا لیکن آج سو سال گزرنے کے بعد ہمیں اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ایسے بے مثال کارہائے نمایاں سرانجام دے کر جانا ہو گا تاکہ جب اگلے سو سال کی تاریخ لکھی جائے تو مؤرخ ہمارا ذکر بھی ایسے الفاظ میں کرے کہ ہم ہی وہ خدائے رب قدیر کی لونڈیاں تھیں جو تن من دھن سے خدمت اسلام میں سربستہ رہیں کوئی مشکل کوئی مصیبت ہمارا راستہ نہ روک سکی۔ بلکہ طوفانوں نے خود ہمارے لیے راستے بنائے۔ ہم ہی وہ ہیں جو جان و مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کو تیار ہیں۔ ہم ہی وہ صادقات ہیں جو سچائی پر قائم ہیں۔ ہم ہی وہ ہیں جو سمعنا و اطعنا کی مصداق ہیں اور ہم ہیں جو خلافت کی بقا کے لیے دشمن احمدیت سے ہر طرح کی جنگ کے لیے مستعد سپاہی بنیں گی اور حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں خلیفہ وقت سے یہ وعدہ کرتی ہیں کہ:
خدا کی قسم! ہم آپ سے ویسا سلوک ہرگز نہیں کریں گے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ جب انہوں نے کہا کہ جا! تو اور تیرا رب جا کر لڑتے پھرو، ہم تو یہاں سے نہیں ہلنے والے۔ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے اور آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو نہ روندلے۔ ان شاء اللہ

خدا تعالیٰ نے ایفائے عہد کی یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا

(بنی اسرائیل:35)

اور اپنے وعدوں کو پورا کرو یقینا ہر ایک عہد سے متعلق پوچھا جائے گا۔

بس اس مہربان رحمان ور حیم خدا سے یہی دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے وعدے کو پورا کرنا والا بنائے۔ ہم اپنے خدا کو راضی کرنے والیاں، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کرنے والیاں اور جماعت احمدیہ پہ فدا ہونے والیاں ہو۔ آمین اللھم آمین

طالب دعا

(صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا)

✡✡✡✡